

جناب راجہ میاں نور محمد نظامی *

حضرت مولانا احمد ہزاروی فاضل سکندر پوریؒ

نامور فقیہ، محدث اور جامع المعقول والمعتقول حضرت مولانا احمد ہزاروی فاضل سکندر پوری دارالعلوم دیوبند کے ابتدائی دور کے فاضلین اور مدرسین میں سے تھے۔ قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ المتوفی ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء کے دست گرفتہ اور زمرہ خواص میں شامل تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں آپ کے تصدیقی دستخط ”احمد الہزاروی“ کے نام سے موجود ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے جید علمائے کرام و مشائخ عظام آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

مولد و تاریخ پیدائش

آپ کی پیدائش موضع سکندر پور ضلع ہری پور ہزارہ میں سکھوں کے عہد حکومت ۱۲۵۹ھ بمطابق ۱۸۴۳ء میں ہوئی۔

خاندان آبائی وطن

آپ کا خاندانی تعلق علاقہ ہزارہ کی ریاست تناول میں آباد مشہور تنولی قبیلے کی شاخ ہندوال سے ہے، تناول ریاست کے مشہور نواب آف انب در بند بھی اسی شاخ سے تعلق رکھتے رہیں، مختلف مؤرخین و مصنفین نے اپنی کتب و تاریخ و تذکرہ میں اس تنولی قبیلہ کو کہیں افغانوں کہیں مغلوں اور کہیں راجپوتوں کی شاخ لکھا ہے جبکہ مولانا محمد شمس الاسلام ساکن کالنجر کے بقول یہ قریش عباسی (ڈھونڈ اندوال) ہیں۔ (علماء کی کہانی خود ان کی زبانی: ص ۵۰)

والد گرامی

آپ کے والد گرامی مولانا عبداللہ بن شاہ ولی خان موضع کالنجر نزد صوابی میراجو در بند روڈ پر ہری پور سے پندرہ میل کے فاصلے پر واقع ہے (جو تربیلہ جمیل کے شمالی کنارے پر واقع ہے) ضلع ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی شاہ ولی خان موضع کالنجر کے بڑے زمینداروں میں سے تھے،

* معروف مخطوطات شناس، مصنف اور صحافی ٹیکسلا

مولانا عبداللہ نے تمام علوم و فنون کی تحصیل ہزارہ اور انک کے مدارس میں کی، فراغت کے بعد اپنے استاد مولانا شیخ احمد علوی (المعروف میاں صاحب ملک یار) کے ہاں تدریس کرتے تھے۔ آپ سکندر پور کے رئیس اعظم قاضی عبدالغفار گوٹری اعوان المتونی ۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۸۷۲ء میاں صاحب ملکیار والوں سے درخواست کر کے آپ کو امامت و تدریس کے لیے سکندر پور سے آئے، آپ نے سکندر پور میں نماز جمعہ کا اجراء بھی کیا اور سکندر پور میں نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔ ۲۲ ماہ رجب المرجب ۱۲۹۶ھ بمطابق ۱۸۷۹ء کو موضع قاضیان کے مولانا احمد صاحب نے قدیم مسجد کی تعمیر نو شروع کی اس کے لیے ایک تقریب منعقد کی جس میں علاقے کے تمام جید علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔ سنگ بنیاد رکھنے والوں میں آپ کے علاوہ مولانا نمان محمد علوی فرزند مولانا شیخ احمد علوی المعروف میاں صاحب ملکیار، میاں صاحب کے فرزند سید احمد، سید مخدوم شاہ ساکن موضع جامہ اور خواجہ عبدالرحمن چھوڑی جیسے اکابر شامل تھے۔ راقم الحروف کے ہاں مولانا فضل احمد جابری انصاری ساکن حطار کی ایک قلمی بیاض موجود ہے جس میں آپ کی بعض تحریریں بھی شامل ہیں اور ایک دست نویس مکتوب بھی موجود ہے۔ نیز آپ کا ایک فتویٰ مولانا فیض عالم ساکن درویش کی کتاب صبیانۃ الاکیاس عن وسوسة الخناس میں موجود ہے۔ ایک متقی، ماہر علوم و فنون اور مستجاب الدعوات عالم تھے۔ یکم ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۸ جنوری ۱۹۰۴ء کو صبح صادق کے وقت فوت ہوئے نماز جنازہ مولانا قاضی امیر حمزہ قریشی (ساکن بھوئی گاڑ) نے پڑھائی اور قبرستان ہنجیرہ قاضی میر عالم سکندر پور گاؤں کے باہر شمال مشرق کی طرف دفن ہوئے۔ آپ نے اپنے آبائی گاؤں موضع کالنجر کے مولانا میر عبداللہ کی دختر جو مولانا غلام ربانی کی ہمشیرہ تھیں سے شادی کی تھی جس سے ایک فرزند شیخ الحدیث مولانا احمد فاضل ہزاروی تھے دیگر اولاد کے متعلق نہ معلوم ہو سکا۔ آپ کی آبائی قصبہ کالنجر میں کافی معقول جائیداد تھی۔ (علماء کی کہانی خود ان کی زبانی ص ۲۴۹)

مشہور تلامذہ

آپ کے چند مشاہیر تلامذہ یہ حضرات ہیں:

- (۱) مولانا احمد ہزاروی فاضل سکندر پوری (فرزند)
- (۲) مولانا حیات گل ہری پور المتونی ۱۳۱۳ھ بمطابق ۱۸۹۶ء مدفن پہاڑ وکوٹ
- (۳) قاضی میر عالم رئیس اعظم سکندر پور اکسٹراسٹنٹ کمشنر ہزارہ۔
- (۴) مولانا غلام حسین ساکن ساہو والا ضلع سیالکوٹ
- (۵) مولانا حبیب اللہ فرزند زادہ موضع مہری نزد سرائے صالح لہ ضلع ہری پور

تعلیم و اساتذہ

درسیات کی اکثر کتب اپنے والد ماجد مولانا عبداللہ سے پڑھنے کے بعد بعض علوم کی تعلیم بھوئی گاڑ میں حاصل کی، اعلیٰ کتب کی تعلیم کے لیے ہندوستان تشریف لے گئے، مختلف مدارس میں سے ہوتے ہوئے حیدر آباد دکن میں مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مختلف کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اسی ہی دوران اپنے استاد گرامی کو نماز قضا عمری کے بارے میں اور اپنے علاقے کے رسوم و رواج اور علمائے زمانہ کی حیلہ سازیوں سے آگاہ کرتے ہوئے اصرار کیا کہ آپ اس پر شرعی نقطہ نظر سے بحث فرمائیں مولانا لکھنوی نے اپنی تصنیف ”ردع الاخوان عما احد ثوہ فی آخر جمعة رمضان“ میں لکھتے ہیں۔

وهذا العبارة قد اوقضني عليها الفاضل النبيل العالم الجليل المولوي ابو الطيبات احمد بن عبد الله سكندر فوري الهزاروي حين حضر عندي لتكميل بقية كتبه كشرح ملخص چغميني وغير ذلك واقام في مجالس درسي مدة و حصل عندي ما حصل برحة وهو الذي اصر على لتاليف رسالة فيما هنالك و ذكر لي ان عوام اطراف بلدته بل بعض خواص اكناف مستقره يهتمون بهذا الصلوة غاية الاهتمام ويودوا فيها بالا لتزام بل منهم من يقضي صلواته عمداً ظناً انه يصلي قضاء العمرى في جمعة رمضان فيكون ذلك كفارة ان عبارتوں سے مجھے فاضل جلیل اور عالم نبیل مولوی ابو الطیبات احمد بن المولوی عبداللہ سکندر پوری الهزاروی نے واقف کر دیا جبکہ وہ میرے ہاں بقیہ کتب شرح چغمینی وغیرہ کی تکمیل کے لئے پہنچے تھے اور وہ میرے درس کی مجالس میں ایک مدت تک رہے اور انہوں نے مجھ سے جو کچھ حاصل کیا تیزی کے ساتھ حاصل کیا اور انہوں نے ہی مجھے اس رسالہ کی تالیف پر اصرار کیا جو یہ ہے۔

فراغت کے بعد وطن واپس تشریف لائے تو قاضی میر عالم رئیس سکندر پور جو بڑے ذی العلم اور غیر مقلد عالم تھے، تقلید وغیرہ کے مسائل میں آپ سے الجھ گئے، تاہم مولانا نے دوبارہ تحصیل علوم کی طرف رخ کیا اور دیوبند ضلع سہارنپور جا پہنچے، وہاں قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صدر مدرس سے ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء میں دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ ۱۷ شوال ۱۲۹۸ھ (ستمبر ۱۸۸۱ء) کو دارالعلوم دیوبند کی نئی عمارت میں پہلا جلسہ دستار بندی منعقد ہوا اس میں مندرجہ ذیل

فضلاء کی دستار بندی کی گئی جس میں آپ بھی شامل تھے۔

- ☆ مولانا عزیز الرحمن دیوبندی ☆ مولانا احمد سکندر پوری ☆ مولانا محمد اسحاق فرح آبادی
☆ مولانا بشیر احمد ہندولہ ☆ مولانا منفع علی دیوبندی ☆ مفتی رحیم بخش شیرکوٹی
☆ مولانا سراج الحق دیوبندی

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے تقسیم انعامات کے جلسہ سے خطاب کیا اور حضرت رشید احمد گنگوہی نے فضلاء کی دستار بندی کی اور اسناد عطا کیں، دوران قیام دیوبند مولانا ملا محمود (استاد حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معقول و منقول کی کتابوں کی تکمیل کی۔ دوران تعلیم دیوبند آپ کا تقرر بطور معین مدرس ہو گیا تھا اور آپ وہاں طلباء کو ابتدائی کتب پڑھاتے تھے، فراغت کے بعد آپ کا تقرر بطور عربی مدرس ہو گیا اور دو سال مزید آپ وہاں طلباء کو پڑھاتے رہے۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند میں آپ کا نام دارالعلوم کے اساتذہ میں سترھویں نمبر پر لکھا ہوا ہے اور مدت تدریس سال ۱۲۹۴ھ (۱۸۲۲ء) تا ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۲ء) درج ہے۔

بیعت

آپ کا سلسلہ بیعت طریقت حضرت قطب الاقطاب مولانا رشید احمد گنگوہی سے تھا، حضرت گنگوہی کے کئی خطوط بہ سلسلہ اسباق تصوف آپ کے نام تھے، حضرت مولانا عبدالشکور فاضل دیوبند ساکن کھلا بٹ مدرس مدرسہ احمد المدارس سکندر پور کے بقول میں نے بھی حضرت گنگوہی کے بعض خطوط آپ کے نام دیکھے تھے، جبکہ مولانا عزیز الرحمن امیر خسر و ہزاری کے بقول حضرت مولانا عبدالسلام فرزند حضرت محدث سکندر پوری اور بابا نظام الدین سکندر پوری سے سنا ہے، حضرت سکندر پوری کی بیعت حضرت دادا مولانا خواجہ عزیز خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی صاحب مرحوم سے اور یہ کہ حضرت سکندر پوری ان کے خلیفہ تھے۔ (علماء کی کہانی خود ان کی زبانی ص ۸۴)

تدریس

دارالعلوم دیوبند سے ۱۲۹۹ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں چھٹیوں کے بعد وطن واپس سکندر پوری آ گئے اور اگلے سال اپنے گاؤں کی مسجد تالاب والی میں (مدرسہ احمد المدارس) میں درس و تدریس شروع کر دی، قاضی میر عالم صاحب سے اکثر نوک جھونک اب بھی رہتی تھی لیکن دیگر علماء عصر کے علاوہ خود قاضی صاحب نے بھی آپ کے علم و فضل پر شہادت دی اور قاضی صاحب لکھتے تھے۔ حدیث شریف پڑھانا مولانا احمد کا کام

ہے، قاضی صاحب آپ کے ہم زلف بھی تھے۔ مولانا احمد خود بھی بطور حدیثِ نعمت کے فرماتے تھے کہ یہ مشکل ہے کہ کوئی غیر مقلد شخص مجھ سے حدیث پڑھے اور اس میں غیر مقلدیت کا اثر باقی رہے۔ درس و تدریس کا سنتے ہی اطرافِ عالم سے معقول و منقول اور تفسیر و حدیث پڑھنے کی غرض سے طلبہ کا جم غفیر آپ کے ہاں ہجوم کر آیا، صبح سے شام تک پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھتے دوپہر کے وقت معمولی سا آرام فرما لیتے، جب کسی طالب علم کے ساتھ سختی کرتے یا بے اعتنائی برتتے تو آپ کے والد ماجد مولانا عبداللہ سکندر پوری کہتے، اے احمد! تیرے پاس طالب علم جمع ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرو ان کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھو۔ مولانا خلیل الرحمن شیخ الحدیث احمد المدارس المتونی لکھتے ہیں میرے استاذ کے استاذ مولانا سکندر علی ساکن شاہ محمد مرحوم نے فرمایا کہ میں رام پور ہندوستان سے گھر جاتے ہوئے سکندر پور آیا مولانا احمد شرح چغینی ایسے پڑھا رہے تھے جیسے شیر بیٹھا ہوا ہے۔ مولانا سکندر علی جامع شخصیت تھے۔ آپ کے بقول ہزارہ میں جامع الفنون ایک یہ بندہ تھا دوسرے مولانا احمد دیگر علماء جامع نہ تھے۔

ڈاکٹر شیر بہادر خان تاریخ ہزارہ میں لکھتے ہیں۔ سبحان اللہ وہ بھی کیا لیل و نہار تھے جب مولوی احمد اور ان کے والد مولوی عبداللہ سکندر پوری تحصیل ہری پور کی دو مختلف مسجدوں میں علوم دین پڑھایا کرتے تھے، ایک مرتبہ باپ سبق پڑھاتے پڑھاتے رک گئے۔ طالب کو کتاب دے کر فرمایا جاؤ احمد سے اس مشکل کا حل معلوم کرو، جب طالب علم نے واپس آ کر بیٹے کی تقریر باپ کو سنائی تو مارے خوشی کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور زبان سے الحمد للہ الحمد للہ پکارنے لگے۔ خال خال کوئی ایسا خوش نصیب باپ ہوتا ہے جیسے احمد جیسا بیٹا ملے۔ پرانے ہندوستان (برصغیر پاک و ہند) کی علمی مجالس میں مولوی احمد فاضل سکندر پوری کے نام سے مشہور تھے۔

تعداد طلبہ

جو منہی طلبہ دورہ حدیث میں شریک ہوتے ان کے ساتھ چھوٹے طلباء بھی ہوتے۔ شرح ملا جامی، کلاس پڑھتے پڑھتے تخمیناً اسی طلبہ ہو جاتے سب کو آپ خود ہی پڑھاتے، صبح کی نماز کے بعد بیٹھ جاتے دوپہر کھانا گھر جا کر کھاتے اور آرام کرتے۔ پھر ظہر کے بعد سبق شروع ہو جاتا تب کہیں مغرب کے وقت جا کر اسباق ختم ہوتے۔

قاضی القضاۃ

علامہ سید عبدالحی حسن لکھنوی اپنی کتاب نزہۃ الخواطر میں لکھتے ہیں اپنے وطن میں قضاۃ کا کام

بھی تدریس کے ساتھ کرتے ہیں۔

قاضی میر عالم ڈپٹی کمشنر ہزارہ آپ کے ہم زلف تھے۔ حکومت وقت کی طرف سے آپ اپنے علاقے کے قاضی القضاۃ تھے۔ اس لیے اکثر فیصلے آپ کے پاس آتے تھے لیکن آپ کا کمال تقویٰ تھا کہ حکومت کی جانب سے فریقین پر جو آپ کا خرچہ پڑتا تھا وہ بھی آپ نہیں لیتے تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ کے بعض فتویٰ میں آپ کے دستخط احمد الہز اروی موجود ہیں۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند بقلم ثانی ۱۳۶۶ھ (۱۹۴۶ء) کے مقدمہ میں آپ کا ذکر خیر موجود ہے۔

تعلقات

اپنے علاقے کے مشاہیر علمائے کرام و مشائخ غلام کے ساتھ ساتھ دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم صاحبزادہ مولانا حافظ محمد احمد بن قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات تھے۔

بیادگار احمد المدارس

حضرت مولانا غلیل الرحمن سکندر پوری نے آپ کی یاد میں اور آپ کے نام نامی پر سکندر پور کی قدیم اسلامی درسگاہ قائم مسجد تالاب والی کا نام شوال ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۵۹ء میں احمد المدارس رکھا۔ سید ابو الحسن علی ندوی نے اپنے مکتوبات میں اس مقدمہ کا ذکر کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے اشتہار دعوت میں آپ کا نام

مذہب احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد بن مرزا غلام مرتضیٰ ساکن قادیان ضلع گورداس پور نے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو برصغیر پاک و ہند کے چھپاسی مشاہیر علمائے کرام اور مشائخ عظام کے نام ایک پمفلٹ بعنوان ”اشتہار دعوت“ شائع کروایا اس کے ضمیمہ میں چھپاسی نام شامل تھے اس کے نمبر چونسٹھ پر آپ کا نام قاضی مولوی احمد ساکن سکندر پور ہزارہ بھی شامل ہے۔

نزہۃ الخواطر جو آپ کی حیات میں لکھی گئی میں آپ کے احوال

علامہ سید عبدالحی الحسنی لکھنوی المتوفی ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۳ء نے آپ کی حیات کے دوران برصغیر پاک و ہند کے جید علماء و مشائخ کے احوال پر آٹھ جلدوں میں ایک ضخیم کتاب عربی میں لکھی ہے جس میں آپ کے مختصر احوال بھی شامل ہیں، لکھتے ہیں:

الشیخ الفاضل القاضی احمد بن فلاں الحنفی الہزاروی احد العلماء و

الصالحین، ولد و نشاء بهزاری و قراء اکثر الكتب المدرسیہ علی والدہ ثم
سافر الی دیوبند و اخذ عن اساتذتها فی المدرسة العالیة ثم اجعل الی
بلادہ ولی القضاء وحصل للہ القبول العظیم فی بلادہ، وهو الیوم مشغول
بالقضاء والتدریس

”الشیخ الفاضل قاضی احمد بن فلاں حنفی ہزاروی علماء و صالحین میں سے ایک ہیں، ہزارہ میں پیدائش
ونشونما ہوئی، اکثر درس کتب کی تعلیم والد سے حاصل کی بعد ازاں دیوبند کا سفر کیا اور مدرسہ عالیہ
کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اپنے وطن میں عہدہ قضاء پر فائز تھے، بہت زیادہ شہرت حاصل
ہوئی، اس وقت (کتاب کی تصنیف کے وقت) قضاء و تدریس میں مشغول ہیں۔“

وفات و مدفن

بروز اتوار ۱۷ صفر ۱۳۳۱ھ بمطابق ۱۹۱۳ء کو آپکا وصال ہوا، سکندر پور گاؤں کے شمال مشرق میں
قبرستان ہنجیرہ قاضی میر عالم میں آپ کی تدفین ہوئی۔

اولاد

آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادے مولانا عبدالسلام اور تین صاحبزادیاں تھیں، مولانا عبدالسلام
نے تمام علوم و فنون کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی، دورہ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند گئے وہاں
دوران تعلیم آپ کے والد ماجد فوت ہو گئے اس لیے آپ واپس گھر تشریف لے آئے۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ
میں حضرت خواجہ احمد میر شریف تحصیل پنڈی گھپ ضلع انک کے خلفاء میں سے تھے۔ تمام عمر مدرسہ احمدیہ
(مدرسہ احمد المدارس کا قدیم نام) میں تدریس کی۔ سکندر پور میں فوت ہو کر دفن ہوئے اولاد میں چار
صاحبزادے تھے۔ (۱) مولانا محمد طیب (۲) مولانا محمد طاہر (۳) مولانا محمد قاسم (۴) مولانا محمد صالح
مشہور تلامذہ:

آپ کے تلامذہ میں برصغیر پاک و ہند کے بہت سے مشاہیر علماء مشائخ ہوتے جن میں سے چند
نام درج ذیل ہیں:-

- (۱) حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، ساکن تھانہ بھون ہندوستان
- (۲) استاد العلماء مولانا احمد الدین قریشی ساکن بھوئی گاؤں تحصیل حسن ابدال ضلع انک
- (۳) مولانا مفتی غلام ربانی قریشی ساکن بھوئی گاؤں تحصیل حسن ابدال ضلع انک
- (۴) مولانا محمد رسول خان ہزاروی مدرس دارالعلوم دیوبند موضع اچھڑیاں ضلع مانسہرہ

- (۵) خواجہ احمد خان سجادہ نشین میر اشرف ضلع انک
- (۶) مولانا عبدالبجارساکن سہریاں گلہ ضلع ہری پور ہزارہ
- (۷) مولانا مفتی احمد جی ساکن کاکول نزد ایبٹ آباد
- (۸) مولانا فتح محمد ضلع ڈیرہ غازی خان
- (۹) مولانا صاحبزادہ محمد اکرم شاہ سجادہ نشین خانقاہ فاضلیہ نزد ٹیکسلا ضلع راولپنڈی
- (۱۰) مولانا صاحبزادہ محمد اسحاق المعروف اکبر شاہ
- (۱۱) مولانا صاحبزادہ غلام یحییٰ شاہ متوفی ۱۳۳۵ھ ۱۹۰۷ء گڑھی افغاناں (یہ آپ کے داماد تھے)
- (۱۲) مولانا گل حسن نعمانی فاضل دیوبند ساکن بھہ ضلع مانسہرہ
- (۱۳) مولانا محمد دین ساکن میر پور کابل نزد ہری پور ہزارہ
- (۱۴) مولانا قاضی محمد اسماعیل ساکن بالا کوٹ ضلع مانسہرہ
- (۱۵) مولانا قاضی اسحاق
- (۱۶) مولانا یار محمد بستی غریبہ ضلع ڈیرہ غازی خان
- (۱۷) مولانا گہنہ ساکن وہو ضلع ڈیرہ غازی خان
- (۱۸) مولانا قاضی صفی اللہ ساکن سوسل ضلع مانسہرہ (مدرسہ احمدیہ میں پڑھاتے بھی رہے)
- (۱۹) قاضی صاحب ڈنڈہ خولیاں ہزارہ
- (۲۰) مولانا محمد حمید الدین صدیقی کوٹ نجیب اللہ ضلع ہری پوری
- (۲۱) مولانا محمد عبدالکریم اعوان متوفی ۱۹۴۹ء موضع و جولیہ نزد خولیاں ضلع ایبٹ آباد
- (۲۲) حضرت صاحبزادہ چن پیر صاحب سجادہ نشین چھوہر شریف

ماخذ

- (۱) مرزا اعظم بیگ، توارخ ہزارہ، وکٹریا پریس، لاہور، ۱۸۷۸ء۔ ص ۹۶۸
- راجہ انور خان جنجوعہ، تارخ جنجوعہ، الحمزہ آرٹ پریس، خانیوال، ۱۹۸۲ء ص ۲۶۱
- فدا حسین تارخ تناول، اسد محمود پرنٹنگ پریس گوالمنڈی راولپنڈی ۱۹۹۲ء ص ۲۸ تا ۸۰
- سید مراد علی، تارخ تناولیاں، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۸۱
- غلام نبی خان، الافغان تولی، گنج شکر پرنٹرز لاہور ۱۹۹۳ء ص ۷۱ تا ۷۲
- (۲) شجرہ نسب مالکان موضع قاضیان، شامل ریکارڈ محکمہ مال بندوبست ۱۸۷۲ء
- محمد عیسیٰ گورمانی چشمہ حیات، دارالعلوم محمدیہ لتوی، ضلع ڈیرہ غازی خان، ۱۳۹۸ھ ص ۱۲۳

- (۳) سید محمود شاہ ڈھینڈہ استغنا بابت ادئے جمعہ، مطبع مصطفائی لاہورس، ن
- (۴) مولانا احمد ساکن قاضیان، بیاض، قلمی، ۱۳۰۰ھ ص ۲۰ عکس مملوکہ کتب خانہ راجہ نور محمد نظامی بھوئی گاؤں
- (۵) بیاض مولانا فضل احمد جابری ارمقادی، قلمی، ۱۳۲۰ھ اور مکتوب، قلمی، کتب خانہ راجہ نور محمد نظامی میں موجود ہیں۔
- (۶) ابوالاسعد محمد المدعو بفضل عالم ہزاروی، صبیانیۃ الاکیاس عن و سوسۃ الخناس، مطبع مصطفائی لاہورس ۱۰۴
- (۷) قاضی نواب علی جدون، سوانح عمری، قلمی، ۱۹۱۵ء ص ۱۳۷ کتب خانہ راجہ نور محمد نظامی بھوئی گاؤں
- (۸) محمد اقبال مجددی، علمائے ساہووالا کا ایک غیر مطبوعہ تذکرہ، دارالمؤرخین چانی میراں، لاہورس ن ص ۱۶
- (۹) مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی، ردع الاخوان عما احدثوه فی آخر جمعة رمضان، مطبع مصطفائی، ۱۳۰۳ھ ص ۳۶، ۳۷
- (۱۰) فیوض الرحمن جدون، مشاہیر علمائے سرحد، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۹۸ء ص ۷۹
- چشمہ حیات ایضاً ص ۱۲۳
- سید محبوب اصغری، تاریخ دارالعلوم دیوبند، اشاعت خصوصی ماہنامہ الرشید ساہیوال مارچ، اپریل ۱۹۸۰ء
- (۱۱) فیوض الرحمن جدون، علمائے ہزارہ، فرنیئر پبلشنگ کمپنی، لاہورس ن ص ۲۰
- (۱۲) چشمہ حیات ایضاً ص ۱۲۲، ۱۲۳
- (۱۳) ایضاً ص ۱۲۵
- (۱۴) ڈاکٹر شیر بہادر خان ہنی، تاریخ ہزارہ ثنائی برقی پریس لاہور ۱۹۶۹ء ص ۶۶
- (۱۵) چشمہ حیات ایضاً ص ۱۲۴
- (۱۶) عبدالحی بن فخر الدین حسینی لکھنوی، نزہۃ الخواطر، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۷۵ء ج ۸، ص ۳۸
- (۱۷) چشمہ حیات، ایضاً، ص ۱۲۴
- (۱۸) مولانا مفتی محمد شفیع فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مطبوعہ ۱۳۶۶ھ مقدمہ طبع ثانی
- (۱۹) چشمہ حیات، ایضاً ص ۱۲۶
- (۲۰) ایضاً، ص ۱۲۶، مولانا سید محمد حمزہ حسینی، مکتوبات مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی، ۲۰۰۳ء ج ۱ ص ۲۰
- (۲۱) مولانا فیض احمد فیض مہرمنیر، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، مغلیہ لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۲۱۰ تا ۲۱۹ بحوالہ اشتہار دعوت مرزا غلام احمد قادیان۔ ضیاء الاسلام پریس قادیان ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء
- (۲۲) نزہۃ الخواطر ایضاً ج ۸، ص ۳۸
- (۲۳) فیوض الرحمن جدون، مشاہیر علماء دیوبند، العالمین پریس لاہور ۱۹۷۶ء، ج ۱، ص ۳۳
- (۲۴) چشمہ حیات ایضاً۔ ص ۱۲۶ بشیر احمد رضوی، نقش اولیاء آئی بی ایس گرزکس بلیو ایریا اسلام آباد ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۷